رسالہ مخزن الفوائد موافق اکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ عیسوی کے درج رجسٹر ہوگیا ہے

در طلب میکوشم ار یابم رسے ہے بخت بلند ورنہ یابم سعی من افتد بزرگاں را پسند

جلد اول رسالہ نمبر ۹

مخزن الفوائد

مولفہ سید حسین بلگرامی

بابت ماہ محرم ۱۳۱۱ ہجری

بابت ماہ ... ۱۸۹۳ء

نشان	فہرست مضامین مندرجہ	نام مصنفان	نمبر صفحہ
۱	حفظ صحت	سید باقر علیخان بہادر	۵۶۸
۲	پانی اور ہوا کا بیان	مولف	۵۷۳
۳	اردوے معلیٰ	مرزا قربان بیگ سالک	۵۸۵
۴	امام مہدی جعلی	مشتاق حسین	۵۹۳
۵	داستان دہم نیرنگ زمانہ	مرزا ... بیگ	۶۱۵
۶	سلطنت اسلامیہ	... مہدی علی	۶۲۷

دار الطبع کار دکن میں طبع شد
در ماہ ... باہتمام محمد الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حفظ صحت

نیہ مضمون مخزن الفواید ماہ گذشتہ

پنکھون کی قسمون مین بھرمانی دوٹ سب سے بہتر ہی
اسکے چکر کو چرخ دینے سے ایک تیز دھار ہوا کی نکلتی ہی اور
مکان اور جو کو سرد کرتی ہی۔ اگر منظور یہ ہو کہ ہوا کی دھار تیز نہو
تو مونہہ اس پنکھے کا کشادہ بنانا چاہیے مگر بہرصورت احتیاط
اس امر کی مقتضی ہی کہ جس مکان مین چرخی پنکھا لگایا جاے
او سمین بڑے پنکھے بھی لٹکاے جائین تاکہ بڑے پنکھونکی

ہوا چرخی کے دھار کو منتشر کر دے اور حجروں میں پھیلا دے
کیونکہ تیز دھار ہوا کی مضرت سے خالی نہیں ہوتی اور ایک فایدہ
اسکا یہ ہی کہ اس ترکیب سے سارا حجرہ سرد ہوتا ہی ورنہ فقط
چرخی پنکھے سے ایک دھار ہوا کی نکلکر فرش مکان کے
متوازی چلا کرتی ہی چاروں طرف نہیں پھیلتی۔ ہوا کو سرد
کرنے کے واسطے ایک چھوٹی سی خس کی ٹٹی پنکھے کے مونہہ پر
لگا دیتے ہیں۔ لڑکوں کو کبھی اس پنکھے کے محاذی نہیں
رکھنا چاہیے اور جوانوں کو بھی ایسی جا سے سونا مضر ہی
جہاں دھار ہوا کی متصل آتی ہو کیونکہ خواب کی حالت میں اثر
ہوا کا اعضا پر بہت ہوتا ہی اکثر تپ و زکام و اعضا شکنی پیدا
ہوتی ہی۔ کبھی دھار کا زور کم کرنے کے واسطے ایک
ٹکڑا باریک ململ کا بڑے پنکھے کے مونہہ پر لگا دیتے ہیں
جو پنکھے کے ساتھ پردے کی طرح ہلا کرتا ہی۔ اگر آدمی

اسکے نیچے بیٹھے تو کچھ مضایقہ نہین ہی مگر عموماً وہی ہوا خوب
ہو جو منتشر اور پھیلی ہوی بدن کو پہونچے ۔ ہان کبھی حالت
مرض مین اسکی ضرورت ہوتی ہی کہ مریض کے بدن پر ہوا کی
دھار پہونچائی جاے ایسے وقت مین بہتر یہ ہی کہ چرخی پنکھے
کے مونہہ کے مقابل ایک پردہ باریک کپڑے کا حایل کردین
کہ ہوا کی دھار چھن کر مریض تک پہونچے اور کچھ تیزی دھار کی کم ہو جاے
ہمارے ملک مین اور زیادہ تر ہندوستان مین لوگ گرمیون
کے موسم مین شب کو زیر آسمان سوتے ہین ۔ اس سے راحت تو
البتہ حاصل ہوتی ہی مگر بعض اوقات نقصان بھی اسکا بین ہوتا
ہی کیونکہ ہمیشہ ہوا کی گرمی ایک طور پر نہین رہتی ہی بلکہ گرم
ملکون مین اکثر اول شب ہوا بہت گرم چلا کرتی ہی اور گرمی پیما
مین پارہ بہت بلند ہوتا ہی اور آخر شب بڑی خنکی ہوتی ہی اور
سیماب آلہ مذکور مین بہت نیچے اوتر آتا ہی اس اختلاف سے

ضعفا کو فوری نقصان پہونچتا ہی ۔ کھانسی زُکام تپ وجع مفاصل
کزاز فالج وغیرہ امراض کے پیدا ہونے کا خوف ہوتا ہی اس لیے
مقدور والونکو مناسب ہی کہ زیر سمانہ سویا کرین بلکہ مکان مین پنکھے
لگا کر اندر رہا کرین ۔ ہندوستان مین بعض لوگ دنکو تہ خانون
مین بیٹھتے ہین مگر تہ خانے کا حال یہ ہی کہ اگرچہ دھوپ سے محفوظ ہوتا ہی
اور لُون کا اثر اوسکے اندر نہین آنے پاتا پر بہت نشیب مین واقع
ہونے کے سبب سے اور نیز اسوجہ سے کہ ہوا کی آمد و رفت اسکے اندر
نہین ہوتی رطوبت کی کثرت اور ہوا کی کثافت سے محفوظ نہین ہی
جو کوئی کبھی کسی تہ خانے مین بیٹھا ہی اس بات کی گواہی دے سکتا ہی
کہ وہان کی ہوا بودار اور بھاری ہوتی ہی اور اوسکے اندر سونے
سے طبیعت مین کسل پیدا ہوتا ہی اور مداومت کرنے سے
امراض مختلفہ عارض ہوتے ہین مگر ہان عقل اور علم کے صرف
کرنے سے ممکن ہی کہ تہ خانہ ایسا بنایا جاے کہ یہ عیوب

اوسمین بکثرت وبشدت نهون هوا بدلتی رہے اور رطوبت کم ہو شاید ہندوستان اور راجپوتانہ وغیرہ کے مثل گرم اور خشک ملکون مین تہ خانہ بہت خوب چیز ہی بشرطیکہ احتیاط کے ساتھ بنایا جاوے - ہر ملک وہر سمے جہان کہین جس چیز کی بالطبع ضرورت ہوتی ہی طبیعت انسانی جو بڑی خلاق ہی اوسے اختراع کر لیتی ہی - اوسکے عیوب اور نقصانات کو نکال ڈالنا رفتہ رفتہ ترقی علم و تجربے سے ہوتا ہی - دیکھو بنگالہ مرطوب ملک ہی وہان تہ خانہ کیسا زمین پر سونا مضر ہی اسواسطے وہان کے غربا بانسون کا ٹھاٹھر بنا کے بہت بلند بانس کے پایون پر لگا لیتے ہین یا مکان کی دیوار مین گاڑ کر ٹھاٹھر کے دونون سرون کو اٹکا دیتے ہین اور شب کو اسی پر سوتے ہین -

باقی مضمون مخزن الفوائد ماہ آیندہ مین چھپیگا

پانی اور ہوا کا بیان

بقیہ مضمون مخزن الفواید ماہ گزشتہ

۱۴ـــ ابر ـ پہلے بیان ہو چکا ہی کہ ابر اور کہر مین فقط فرق اسقدر ہی کہ اگر زمین سے بہت بلندی پر دکھای دے تو اوسے ابر تصور کرتے ہین اور اگر سطح زمین کے متصل نظر آوے تو کہر کہتے ہین ـ ان دونون حوادث کے اسباب ایک ہی ہین یعنی گرم اور سیراب ہوا کے دفعتہً سرد ہو جانے سے کہر اور ابر دونون چیزین پیدا ہوتی ہین ـــ ہوا کئی طرح سے سرد ہوتی ہی چنانچہ کہر اور شبنم کے ذکر مین بعض صورتین اسکی بیان کی گئین ہین ـ چند صورتین اور یہان بیان کیجاتی ہین جو اکثر ابر کی پیدایش کا سبب ہوتی ہین ایک او زمین سے یہہ ہی کہ ہوا جب گرمی کی وجہ سے اوپر کو صعود

کرتی ہی تو حجم مین زیادہ ہو جاتی ہی اور حرارت اوسکی کم ہو جاتی ہی۔
چنانچہ اگر پھکنے مین تھوڑی سے ہوا بھرو اور اوسے کسی بلند پہاڑ
پر لیجاؤ تو ہوا پھیل کر پھکنے کو بھر دیگی۔ اوسکی خنکی کے امتحان
کے واسطے آلہ درکار ہی۔ اسقدر سمجھہ لینا کافی ہی کہ آلات کے
ذریعے سے اسکا بھی ثبوت بخوبی ہو سکتا ہی کہ پھیلنے کے ساتھ
ہوا ٹھنڈی ہو جاتی ہی۔ پس جب سطح زمین و دریا پر ہوا آفتاب
کی حرارت سے گرم ہوکر اوپر چڑھتی اور پھیلتی ہی تو ایسی حالت
مین اکثر ابر پیدا ہوتا ہی۔ یہی وجہ ہی کہ پہاڑون کی چوٹیون پر
ابر اکثر نظر آیا کرتا ہی کیونکہ ہوا دامن کوہ سے ٹکرا کر ضرور اوپر
چوٹی کیطرف چڑھجاتی ہی اور ٹھنڈی ہوکر ابر پیدا کرتی ہی۔
اس صورت مین ایک اور سبب قوی معین ہوتا ہی یعنے ایک تو ہوا
خود اپنے پھیلاؤ سے ٹھنڈی ہو جاتی ہی دوسرے جب پہاڑ کی
چوٹی سے جاکر ٹکراتی ہی تو اوسکی سطح کی خنکی بھی اوسمین سرایت کرتی ہی

اور اوسے زیادہ تر سرد کردیتی ہی — خط استوا کے متصل کثتر ایسا
ہوتا ہی کہ آسمان پر یکقدر ابر نظر آوے — دوسری ایک صورت
ابر کے پیدا ہونے کی یہ ہی کہ آفتاب کے غیبوبت مین کسی خاص مقام
کے ساکن ہوا کی گرمی رفتہ رفتہ نکل جاتی ہی اور یہان تک خنکی پیدا
ہوتی ہی کہ ابخرے اوسکے ابر بنکر نظر آنے لگتے ہین —
ایک صورت اور یہ ہی کہ دو دھارین ہوا کی ایک گرم اور ابخرون سے
چھکی ہوی اور دوسری ٹھنڈی دو جانب سے آنکر کسی خاص مقام پر
ٹکرا جاتی ہین اور گرم ہوا سرد ہوا مین ملکر سرد ہو جاتی ہی اور ابر
پیدا ہو جاتا ہی —
۴۳ — اہل فن نے باعتبار ساخت وہیئت ابر کی کئی قسمین قرار
دیے ہین اور اونکے واسطے جدا جدا نام وضع کیے ہین یہان
ان قسمونکی تفصیل مین گمان طوالت کا ہی — اسقدر البتہ سب لوگ
جانتے ہین کہ برسنے والا ابر کس شکل کا ہوتا ہی اور نہ برسنے والا

ہوتی ہی یعنی دامن کوہ سے ہوا ٹکرا کر اوپر کو چڑھتی ہی اور ابر پیدا
کرتی ہی جسکی شکل کبھی نشان کے پھریرے کی سی ہوتی ہی اور
کبھی کمر کوہ تک غلاف سا معلوم ہوتا ہی۔ اس ابر کو اگرچہ ہوا کی
تندی ہر دم بہا لیجاتی ہی اور منتشر کر دیتی ہی پر ساتھ ہی اوسکے
نیچے سے تازہ ہوا پہونچکر اوسی سرعت کے ساتھ ابر پیدا کر کے
جبر نقصان کرتی رہتی ہی اور بظاہر اگرچہ ابر اپنے حال پر قایم معلوم
ہوتا ہی پر درحقیقت اوسمین ہر ساعت تغیر و تبدل ہوا کرتا ہی۔
کبھی تلدر آسمان دفعتہً بغیر مدد ہوا کے صاف ہو جاتا ہی یعنی اوسمقام
کی گرمی زیادہ ہو جاتی ہی اور ابر کو گھلا کر پھر ابخرے بنا دیتی ہی۔

۴۴ مینھ۔ یہ تو معلوم ہو چکا کہ ابخرون کے ٹھنڈے ہو کر
بھاپ کی شکل بنجانے سے ابر پیدا ہوتا ہی جب تک ابخرے کم کم
اور آہستہ آہستہ جمتے رہتے ہین اوسوقت تک ابر ہی ابر پیدا
ہوتا ہی مینھ نہین برستا مگر جب آمد ابخرونکی زیادہ ہوتی ہی اور سرعت

کے ساتھہ تہ بر تہ ابر کی جمنی شروع ہوتی ہی اوسوقت پانی کے ذرّے جنسے یہ ابر مرکب ہی ایک دوسرے سے ہل مل کر بڑے قطرے بننے لگتے ہین اور اپنے بوجھ سے زمین پر گرنے لگتے ہین اور مینھہ برسنے لگتا ہی۔ ان قطرونکا قطر ایک اندازے کا نہین ہوتا۔ کبھی اتنی بڑی بوندین برستی ہین کہ قطر اونکا انچہ کے چہارم حصے کے برابر ہوتا ہی اور کبھی ایسی باریک پھوار پڑتی ہی کہ اوسکے قطرونکا قطر $\frac{1}{25}$ وین حصہ انچہ بلکہ کبھی $\frac{1}{75}$ وین حصہ انچہ سے زیادہ درازی نہین رکھتا۔ مینھہ کی بوندون کی رفتار چندان تیز نہین ہوتی اگرچہ بڑے فاصلے سے زمین پر گرتی ہین۔ اگر جو خالی ہوتا تو ان قطرون کی تیزی ہر لمحہ بڑھتی جاتی اور زمین تک پہونچتے پہونچتے گولے کی سرعت پیدا کرلیتی مگر چونکہ جو مین ہوا بھری ہوئی ہی اسواسطے ہوا کی رُکاوٹ ان بوندون کو جلدی گرنے نہین دیتی اور زمین تک پہونچتے پہونچتے بالکل انکا زور

ٹوٹ جاتا ہی مقدار بارش کی پیمایش باران پیما سے ہوتی ہی
پیمایش مقدار بارش سے یہ مراد ہی کہ اگر کل مینھہ جو کسی خاص مقام
مین سال بھر کے اندر برسا ہو نہ بہجاے اور خشک نہو جاے
تو کسقدر گہرا پانی جمع ہو گا — باران پیما کی کئی قسمین ہین ایک کی
صورت یہ ہی (شکل ۱۱) ح ایک ظرف فلزی ہی جسکے مُنہ پر ایک
قیف ق لگی ہوئی ہی قیف کے سطح کی مساحت معلوم ہی
نیچے ایک شیر دہان ش لگا ہوا ہی جسکی راہ حوض ح مین سے
پانی نکال کر پیمانے مین ناپ لیا جاسکتا ہی اِس آلہ کو باہر میدان
مین مسطح زمین پر لگا دیتے ہین — مینھہ کے قطرے قیف کی راہ
حوض مین جمع ہوا کرتے ہین اور وقتاً فوقتاً شیر دہان کی راہ پانی
نکال کر ناپ لیا جاتا ہی کہ کی انچہ ہی — بعض باران پیما کے اندر
شیشے کا پیمانہ لگا ہوا ہوتا ہی جس سے انچہ کا حساب معلوم ہوجاتا ہی
اور پانی کو نکالکر الگ ناپنے کی حاجت نہین ہوتی دونون صورتونمین

پیمانہ اور حوض کے قطر کے مابین ایک نسبت معلوم ہونی چاہیے
کہ حساب ٹھیک لگے۔ مثلاً حوض کا قطر اگر دس انچہ کا ہو اور پیمانے
کا ایک انچہ تو صاف ظاہر ہی کہ اگر پیمانے مین ایک انچہ پانی پایا جاے
تو معلوم ہوگا کہ انچہ کا سوان حصہ باران پیمانہ مین جمع ہوا اور اگر
پیمانے مین دسوان حصہ انچہ کا نکلے تو معلوم ہوگا کہ انچہ کا ہزاروان
حصہ باران پیما مین جمع ہوا اس حساب سے عمق بارش کا بخوبی
معلوم ہوتا رہے گا ―

۵۴ ― مقدار بارش ہمیشہ اور ہر جگہ برابر نہین ہوتی ―
اسکے اختلاف کے موجب بہت سے ہین (مثلاً) اختلاف
عرض بلد ― اختلاف ارتفاع ― قرب جبال ― قرب دریا و شکل
ساحل ― معمولی ہواؤن کا اختلاف وغیرہ ― یہ سب امور مقدار بارش
کی تقلیل و تکثیر مین اثر قوی رکھتے ہین ― تفصیل اس اجمال کے
کسی قدر بیان کیجاتی ہی ―

۴۶ — عرض بلد — خط استوا کی محاذی حرارت و رطوبت دونون کی کثرت ہی اور جسقدر خط استوا سے شمال یا جنوب کی جانب چلے جاؤ اسیقدر ان دونون باتونمین قلت ہوتی چلی جاتی ہی یہان تک کہ عرض بلد ۶۰ کی نسبت خط استوا کے محاذی ابخرون کی آمیزش ہوا مین پانچ گنی زیادہ ہی پس ظاہر ہی کہ بارش بھی اسیطرح علی الترتیب کم ہوتی جائیگی چنانچہ خط استوا سے ۶۰ درجہ تک مقدار بارش از روی تجربہ و امتحان بحساب ذیل پائی گئی ہی —

خط استوا	۰	مقدار بارش	۱۰۴	انچہ
عرض بلد	۱۰	//	۸۵	//
//	۲۰	//	۷۰	//
//	۳۰	//	۴۰	//
//	۴۰	//	۳۰	//
//	۵۰	//	۲۵	//
//	۶۰	//	۲۰	//

اس فہرست مین ایک امر قابل لحاظ یہ ہی کہ عرض بلد ۱۰ سے ۳۰ تک مقدار بارش قیاس سے زیادہ گھٹی ہوی پائی جاتی ہی اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ خط استوا اور عرض بلد ۶۰ دونون مقامون پر دو دو دھارین ہوا کی مختلف سمتون سے باہم ٹکراتی ہین اور عرض بلد ۱۰ و ۳۰ کے مابین ہوائین یکسان چلا کرتی ہین۔

باقی مضمون مخزن الفواید ماہ آیندہ مین چھپے گا

اُردوے معلّٰی
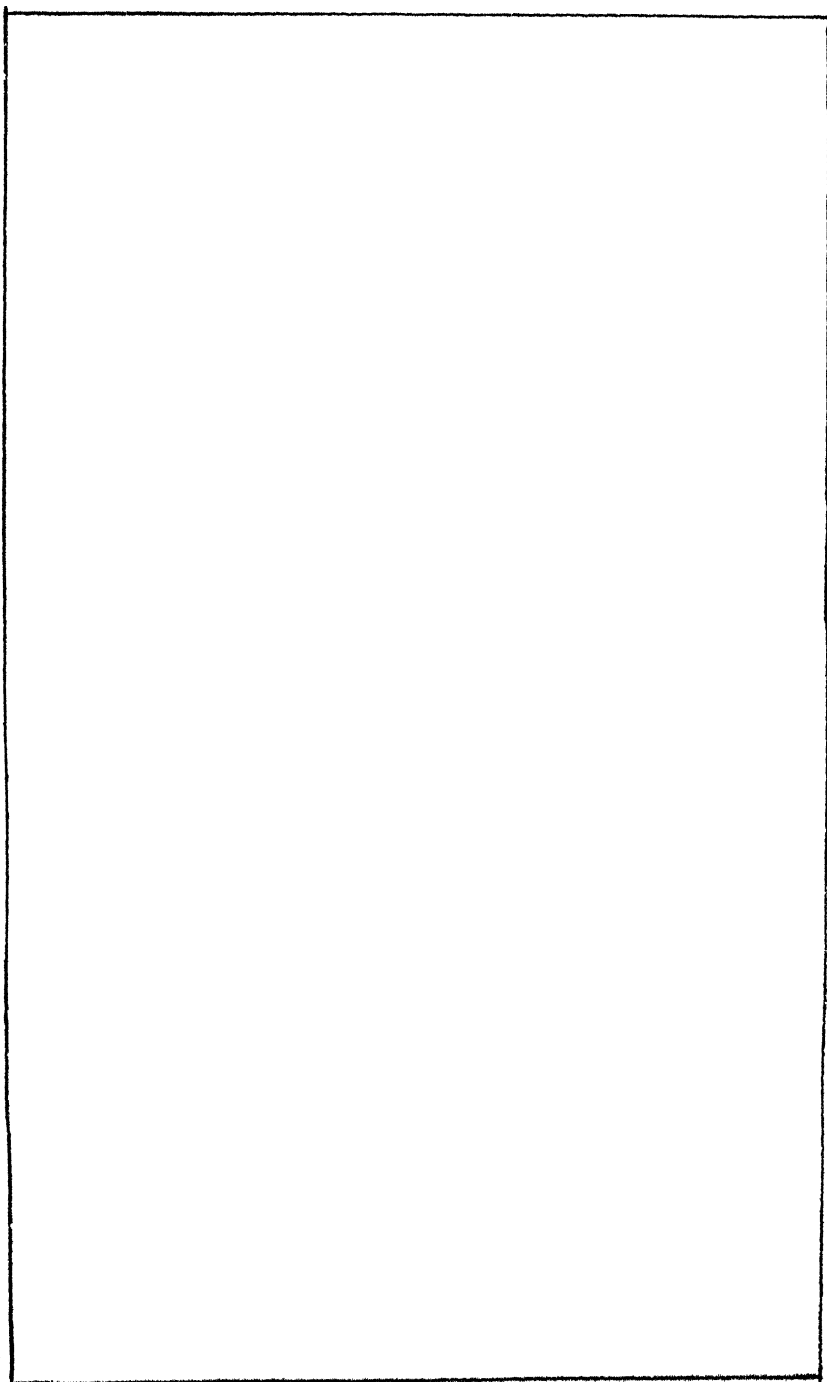
کیا بیان ہو زبانِ اُردو کا — عطر مجموعہ ہی زبان نہین — ہمہ فصاحت بھری ہوئی ہین
گو بلاغت کی پوری شان نہین — سہل ہی اور سب سے مشکل تر — اسمین اشکال کا گمان نہین
دیکھہ اجناس رنگ رنگ کے ہین — ایسی چلتی کوئی دُکان نہین — لے لئی ہر زبان سے چنکر
لفظ ایسی کہ کچھہ بیان نہین

اُردو کی وجہ تسمیہ اور ابتدا اور ترقی کا بیان

واضح ہو کہ اُردو لشکر کو کہتے ہین اور یہ زبان لشکر سے نکلی ہی اسی لیے اسکا نام اُردو رکھا گیا — ہندوستان مین اِس زبان کی بنا محمود غزنوی نے ڈالی اس سے میری یہ مراد نہین کہ اوسکے وقت مین یہ زبان نکلی ہی بلکہ یہ مُراد ہی کہ وہ ۳۹۸ سنہ سے ۴۱۳ سنہ ہجری نبوی ﷺ تک ہندوستان پر حملے کرتا رہا گویا

محمود نے اہل اسلام کی رہبری کی اور اس ملک کی راہ دکھائی
اسکے بعد بہت سی سلطنتین ہوئین ہندوستان کے مختلف
مقامون پر لشکرگاہین قایم کی گئین جگہہ جگہہ فوج اسلام کو رہنا پڑا
اوسوقت تک اہل اسلام کی فوج مین توران اور ایران اور عرب کے
سپاہی تھے اور ہندوستان کی زبان سے بالکل ناواقفیت
رکھتے تھے ہندیون سے لین دین کے محتاج الیہ ہوسے
اوٹھنا بیٹھنا گفتگو کرنی ناگزیر ہوی ہندیون کی زبان کا حال تھا
کہ زبان سنسکرت بگڑ چکی تھی رفتہ رفتہ اسکے عوض ایک عامی زبان
شایع ہوی اور اوسکا نام بھاشا مشہور ہوا لشکریان اہل اسلام نے
اسی بھاشا کو بولنا شروع کیا اور کچھہ کچھہ اپنی زبان مین ملاکر
بولتے رہے جسقدر اہل اسلام کی سلطنت کو استحکام اور زمانے کو
طول ہوتا گیا اوسیقدر لشکریون کے معاملت اور معاشرت ہندیون سے
بڑھتے گئے بلکہ تجرد کی وجہ سے باہم رشتہ داریون کی نوبت پہونچ گئی

اختلاط زبانی زیادہ تر ہوتا گیا یہ بات ضرور ہی کہ اردو کا مدار بھاشا کے
مصدرون پر رکھا گیا ہو لشکری لوگ اپنی زبان کی لفظ بھاشا مین
ملا کر ہندیون کو اپنا مدعا سمجھاتے رہتے یہان تک کہ یہ خود ایک زبان
ہو گئی جب ان زبانون کی اختلاط کو ایک زمانہ گزرا تو عربی فارسی ترکی
کی لفظ زیادہ اور بھاشا کی ترکیبین کم ہو تی گئین اور اس ترکیبی زبان نے
ایسی خوبی حاصل کی کہ ہندوستان کی تمام زبانون پر اسکو تفوق ہو گیا
رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ نری بھاشا برج کے سوا کہین نرہے
میرا گمان ہی کہ یہ زبان ابتدا ہی مین اچھی طرح مروج ہو جاتی
مگر خاص لوگون کو اسکی طرف توجہ نہوی فقط لشکری لوگ اسکے
محتاج الیہ رہے بعض یہ کہتے ہین کہ یہ زبان اکبر کے زمانے مین
نکلی بعض جہانگیر کے لشکر کو اسکا ماخذ قرار دیتے ہین غلط صاحب نے
تاریخون سے لیکر شاہجہان کا زمانہ لکھا ہی شکسپیر صاحب اور الیٹ صاحب
سکر تر نے اپنی تالیفات مین اکبر سے پہلے ثابت کیا ہی

بعض یہ کہتے ہین کہ اردو زبان عجمون کی نکالی ہوی ہی یہ بھی غلط
معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ لشکرون مین تنہا عجم ہی نتھے ہان یہ ہوسکتا ہی
کہ پہلے یہ طریقہ عجمیون نے نکالا اپنی زبان مین عربی کی لفظ اور جملہ
ملائی اس صورت مین عجمی لوگ اس طریقے کے موجد ہوسکتے نہ زبان
اردو کے مگر جنکا قول یہ ہی کہ یہ زبان عالمگیر کے لشکر سے پیدا ہوی ہی
اور اسمین ولی نے پہلے شعر کہا عقلاً اور نقلاً کسیطرح قابل قبول
نہین ہوسکتا مین بخوبی ثابت کرسکتا ہون کہ یہ زبان سلطان غیاث الدین
بلبین اور معز الدین کیقباد سے پہلی اچھی طرح مروج ہو چکی ہی
کیونکہ امیر خسرو علیہ الرحمہ اس زمانے مین موجود تھے مثنوی
قران السعدین اسکی شاہد ہی اسکے بعد جو مثنوی نہ سپہر تصنیف
کی ہی اوسکے ایک شعر سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سلطان قطب الدین
بن سلطان علاؤالدین خلجی کے زمانے مین امیر کی عمر ساٹھ برس سے
متجاوز کرچکی تھی ؎ مرا عمر کز شصت بالا گزشت ٭ ہمہ پیش

شاہانِ والا گوہر شت ✤ اور امیر نے سلطان محمد کی ابتداے سلطنت
مین وفات پائی عدیم المثل اور طوطی شکر مقال یہ دونون امیر کی وفات
کی تاریخین ہین اِن تاریخون سے ۷۲۵ نکلتے ہین امیر نے اپنی
ابتدا کے زمانے مین اردو کو رونق دی بہت سی پہیلیان اور مکرنیان
اور نسبتین اور غزلین اِس زبان مین لکھی ہین اونمین سے دو شعر
اور دو پہیلیان مجکو غلط سی یاد ہین لکھتا ہون ✤ زحالِ مسکین
مکن تغافل دورائے نینان ملاے بتیان ✤ چو تابِ ہجران ندارم
ایجان نہ لیہو کاہے لگائے چھتیان ✤ شبانِ ہجران دراز چون
زلف و روزِ وصلت چو عمر کوتہ ✤ سکھی پیا کو جو مین نہ دیکھون تو
کیسے کاٹون اندھیری رتیان ✤ پہیلی جامن کی ـــ سر کاٹے سے
امن جیئے اور پیر کاٹے سے پیالا ✤ امیر خسرو یون کہین کہ رنگ
ہی اوسکا کالا ✤ ـــ پہیلی لال کی ـــ گونگا بہرا اندھا بولے گونگا
آپ کہاوے ✤ دیکھ سپیدی ستی چہاوے ـــ گونگے سے سمجھاوے

اولٹا منڈوا کا باسا یا سے کا وہ کھاجا + سیدھا پنکھا کو رکھین سب او
اور راجا + سی کر کے نام بتایا تا مین بیٹھا آپ + اولٹا سیدھا
کر کے دیکھے وہی ایک کا ایک + ایک پہیلی بتی کہون لو
سن لے میرے لال + عربی فارسی ہندی تینون کرو خیال +
غرض کہ امیر کے کلام سے یہ بات ثابت ہی کہ یہ زبان اِنسے پہلے
نکل چکی تھی — مین یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ زبان ترکیب پاکر عربی
فارسی زبان سے بہتر ہو گئی مگر یہ کہہ سکتا ہون کہ تھوڑے زمانہ
مین اِس نے فارسی کے ساتھ وہ نسبت پیدا کی جو فارسی کو عربی
کے ساتھ ہی اِس زبان کے اشارات جسقدر عورتون کی زبان
سے اچھے معلوم ہوتے ہین کسی زبان مین نہین معلوم ہوتے
یہ بھی اسکی ایک خوبی ہی کہ یوماً فیوماً اسنے ترقی کی نئی نئی اصطلاح حسن
نئے نئے محاورے ہر وقت مین تراشے گئے حضرت فردوس
آرامگاہ اعنی محمد شاہ کے عہد مین دلی اسقدر آباد ہوی اور ایسی

رونق پر آئی کہ جسکے مفصل بیان کرنے کو جداگانہ ایک کتاب یا دفتر
درکار ہی وہان کے رہنے والون کو ایسا سکون و آرام ملا کہ جس نے
دنیا و مافیہا سے غافل کردیا کوئی ایسا نتھا کہ آسودہ حال نہو اور کیونکر
نہوتا جو روپیہ اب لندن کے شاہی شیش محلون مین رونق کی
صورت دکھا رہا ہی اور تجارت کی کوٹھیان بنا رہا ہی دلی کی ہی بازارون
مین لُٹتا تھا عیش و عشرت اسقدر پھیلی تھی کہ امیر اپنے محلون سے
اور غریب اپنے گھرون سے نکلنا معاشرت کے خلاف جانتے تھے
رات دن ناچ رنگ مین دوران فلک سے بیخبر بسر کرتے تھے
کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ دنیا کدھر جاتی ہی اپنے اپنے گھر مین پڑے
اصطلاحین گھڑتے تھے اور محاورے تراشتے تھے اِس
زمانے مین اسقدر محاورے پیدا ہوے کہ اگر سب جمع کیے
جائین تو ساری زبان کا ایک ثلث حصہ بنجاے بعد اسکے جیسے
سرکار انگریزی نے فارسی کے دفتر موقوف کیے اور اردو کی تحریر

ہماری کی اس زبان سے اور ہی کچھ رنگ نکالا خط کتابت اسی مین ہونے لگی تعریفین تقریظین لکھی جاتی ہین ہزارون اخبار جاری ہو گئے سیکڑون کتابین عربی فارسی انگریزی کی ترجمہ ہو گئین صدہا علم و فن پڑھائے جاتے ہین ہندوستان مین کوئی شہر اور کوئی گانو اور کوئی آبادی ایسی نہین کہ جہان یہ نہ بولی جاتی ہو واضح ہو کہ اس زبان کو ریختہ بھی کہتے ہین مگر یہ نام فقط نظم ہی کے لیے مروج اور مستعمل ہے۔

امام مہدی جعلی

ہم اندلس اور افریقہ کی تاریخ مین سے ایک مکار اور دغاباز
مسلمان کا حال جسنے اپنے آپ کو امام مہدی مشہور کیا تھا
منتخب کرکے تحریر کرتے ہین اس مضمون سے بڑی صراحت اور
وضاحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ جسقدر لوگ اپنے
آپ کو بظاہر تارک الدنیا اور آزادمنش اور سخت دیندار اور مقدس
ظاہر کرتے ہین وہ سب کے سب خداپرست ہی نہین ہوتے
بلکہ اونمین ایسے بھی ہوتے ہین جو اون پردون مین نہایت حرص
کے ساتھ اس ناپاک دنیا کی دولتون اور نعمتون کے حصول
مین جی جان سے مستغرق رہتے ہین — اونکا نماز و روزہ

اور زہد و تقوی اور بظاہر بڑی تکلیف کے ساتھہ اپنی چند روزہ
زندگانی بسر کرنا سب اسلیے ہوتا ہی کہ لوگ اون پہ اعتقاد لادین
پھر کبھی یہ لوگ زیادہ شدت اور حمیتِ اسلامی کو کام فرماکر اور
شخصون اور خصوصًا عمائد اور حکمرانون کی نسبت گستاخی اور
بے باکی کی راہ سے زبان طعن دراز کرتے ہین اور اپنے پیروون
اور عوام کالانعام کی تنگ نظرون کے سامنے گویا راہ خدا مین
اپنی جان پر کھیل جاتے ہین لیکن حقیقت مین وہ بالکل ایک
جال ہوتا ہی جسمین بعض اوقات بڑے بڑے دانا گرفتار ہوجاتے
ہین اور کبھی یہ بھی ہوتا ہی کہ اتفاقات قضاو قدر سے بعض حوادث
اتفاقی ایسے پیش آجاتے ہین جنسے اون مکارون کی بہت ہی
رونق بازار ہوجاتی ہی اور بڑے بڑے مستقل مزاجون کے
قدم ڈگمگا جاتے ہین —

پس تمام سمجھہ دار آدمیون کو مناسب ہی کہ ایسے دھوکون سے

اپنے آپ کو بڑی احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھہ بچاوین
اور اس قسم کے مکّارون کی پرزور عبادتون اور ریاضتون سے
دھوکا نہ کھاوین بلکہ اونکی ہر ایک چال ڈھال کو بڑی سنجیدگی کے
ساتھہ میزان عقل مین تولین اور بلا غور و فکر کے ہر کسی کے
معتقد نہ بنین مولانا روم صاحب نے بڑی خوبی سے اس مضمونکو مفصلہ ذیل
شعر مین ادا کیا ہے **شعر** ای بسا ابلیس آدم روی ہست ✤
پس بہر دستی نشاید داد دست ✤ ـــ

مہدی جعلی

ملک سوس واقع افریقہ کے قبیلہ مسامدہ مین سے ایک شخص
تھا جسکا نام تھا محمد بن عبد اللہ بن تیومرت جسنے آخرکار اپنے
آپ کو امام مہدی مشہور کیا اوسنے اوائل مین شرق کے ملکونمین
طالب علمی کی اور اون ملکون کے بڑے بڑے عالمون کے
درس مین حاضر ہوا سب سے اخیر مین وہ مشہور امام حجۃ الاسلام امام ابو حامد الغزالی

رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور تین برس تک اونکی شاگردی کی
اور شروع ماہ ربیع الاول سنہ ۵۱۰ھ ہجری مین پھر اپنے آبائی ملک
افریقہ کو لوٹا۔ کچھ مدت زیادہ نگذری تھی کہ لوگون مین اوسکا
تقویٰ مشہور ہوا اور یہ شہرت ہوگئی کہ وہ بڑا مجتہد اور رعایا
اور بادشاہ دونون سے خراب عادتین چھڑانے مین بڑا آزاد و اعلیٰ
اور بڑا مقدس شخص ہی اور اوسکا طرز لباس بھی سب کے دلون کو
بھا گیا اور ان سب باتون کے سبب سے لوگون کے دلون
مین بہت کچھ اوسکی محبت کی تحریک ہوئی اور تمام جہلا جو اوسکے
مکارون کے مافی الضمیر پر مطلع نہین ہوسکتے اوسکی پیروی کرنے لگے
بعد اسکے محمد بن عبد اللہ حدود تیلمسان مین معروف تجیما کے بعض
دیہات مین آیا یہان وہ ایک خوبصورت اور خوش سلیقہ نوجوان
عبد المومن بن علی سے ملاقی ہوا جو اپنے چچا کے ساتھ تحصیل
علم کے واسطے شرق کا سفر رہا تھا محمد بن عبد اللہ نے باتون

باتون مین اوسکو اس بات پر راضی کر لیا کہ جن علوم کے واسطے وہ
شرق کو جاتا ہی مین وہ سب علم اوسکو اسی مقام پر سکھلا دون گا
عبدالمومن کا چچا بھی اسپر راضی ہوگیا اور گرد و نواح ملالا مین
کسی مقام پر بن عبد اللہ نے عبدالمومن کو پڑھانا شروع کیا
اور اوسکو وہ علم سکھلانے اور ایسے ڈھنگ پر تعلیم دی جو
بن عبد اللہ کے ارادون مین موید ہوتی اور ہر طرح سے اوس نے
اوس جوان کو اپنے اوپر فریفتہ کر لیا ایک کتاب مین اوس نے
عبدالمومن کو مفصلہ ذیل پیشین گوئی ملاحظہ کرائی —

شاہنشاہی دنیا وین کی کسی اور مین ہوکر نہ اوٹھی گی سوا
عبدالمومن کے جو مراد ہی دیوان کی روشنی ہی — جب محمد بن عبد اللہ
عبدالمومن کو اچھی طرح سے اپنے مقاصد کی تکمیل کے واسطے تیار
کر چکا تو اوسکو اپنا خلیفہ بنایا اور دونون شخص بنی شریف کے ملک
کو روانہ ہوئے اور وہان وہ ایک اور جوان ابو محمد بکر سے ملے

اور پھر یہ تینون شخص شہر فیض مین پہونچے اور وہان سے مراقہ
مین آئے جو اون روزون مین افریقہ کا دارالخلافہ تھا —
مراقہ مین ایک جمعہ کو جب تمام شہر کے لوگ جامع مسجد
مین نماز کے واسطے اکٹھے ہوے یہ محمد نمازیون کی اول
صف سے آگے کو بڑھا اور خاص امام کے پاس جاکر کھڑا ہوا
حاضرین مسجد کو اوسکی اس دلیری سے تعجب ہوا اور مسجد کے
مہتمم نے اوسکے پاس جاکر اوسکو جتایا کہ اس مقام پر امیرالمومنین
کے سوا اور کوئی شخص نہین بیٹھ سکتا محمد نے بڑے غصے
کے ساتھ مہتمم کی طرف رخ کیا اور سخت طیش مین آکر مگر آہستہ آواز
سے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی جسکا یہ مطلب تھا کہ مسجدین
خدا کا گھر ہین اور اسی مضمون کو وہ دیر تک حاضرین کو سمجھاتا
رہا جس سے سب لوگون کو بڑی حیرت ہوی —

بعد اسکے بادشاہ علی بن یوسف خود مسجد مین آیا اور یہ لوگ
حسب معمول سلام ادا کرنے کے واسطے تعظیماً اوٹھے لیکن محمد
بن عبد اللہ اپنی جگہہ پر بیٹھا رہا اور اوسنے ذرا سی حس و حرکت
بھی نکی اور بادشاہ کی طرف آنکھہ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا تمام شہر کے
لوگ اوسکی اس حالت سے متعجب ہوے —

لیکن جب نماز ختم ہو چکی تو سب سے پہلے عبد اللہ اوٹھا
اور بادشاہ کو سلام کیا اور سلام کے بعد اوسنے بادشاہ سے
کہا کہ اب تجھکو اون خرابیون اور نقصانون کے تدارک کے
واسطے مستعد ہونا چاہیے جو تیری سلطنت مین واقع ہوتی
ہین اس لیے کہ خدا تجھہ سے اون تمام قومون کی بابت حساب
طلب کریگا جو تیری حکومت مین اوسنے سپرد کی ہین - بادشاہ علی نے
اسکا کچھہ جواب ندیا لیکن جو فقرہ عبد اللہ کے مونہہ سے نکلا
تھا اوسنے تمام شہر والون کے دلون پر ویسا ہی اثر پیدا کر دیا

جسکی عبداللہ کو توقع تھی — بادشاہ علی نے خیال کیا کہ یہ کوئی
مقدس شخص ہی جسنے ایک بڑے سکّے اور رغدار سیدہ شخص
کی وضع اختیار کی ہی اسلیے بادشاہ نے اوسکے پاس آدمی بھیجے
اور اوس سے دریافت کیا کہ جو کچھہ خواہشین اور احتیاجین آپ
کو ہون وہ ارشاد فرمائی جاوین تاکہ اونکا سرانجام کردیا جاے
عبداللہ نے بڑی متانت اور سنجیدگی سے اوسکا جواب یہ دیا
کہ میری خواہشین اس دنیا کے واسطے نہین ہین بلکہ میری صرف
یہ خواہش ہی کہ ناپاکیون کی اصلاح ہو اور لوگون کی حالت
درستی پر آوے۔

اِس جواب سے بادشاہ کو تھوڑا سا تردد ہوا بادشاہ کو
یہ بھی اطلاع ہو گئی کہ اب عبداللہ نے بازارون اور مسجدون
اور تمام عام مقامات پر علانیہ وعظ کہنا اور تمام ناپاک اور بکثرت
خوشبوؤن کی مذمت کرنی شروع کی ہی اور اس سید سے سادہ

طریقے سے بہت لوگون کو اپنا پیرو بنا لیا ہی اور اب اوسکی قوت
دن بہ دن رونق پر ہی اِن حالات سے مطلع ہوکر پادشاہ نے
اپنے عالمون کو حکم دیا کہ عبد اللہ سے گفتگو کرین اور اوسکے
اصلی اِرادون کو دریافت کرین چنانچہ ان عالمون نے ایسا ہی کیا
اور دریافت و تحقیق کے بعد اونھون نے بادشاہ کو مطلع کیا
کہ یہ ایک مکّار شخص ہی جو دینداری اور تقوے کے پردے مین
کمینہ اور جاہل لوگون کو اپنے ذاتی مقصدون کے واسطے پادشاہ
سے باغی بنانے مین کوشش کر رہا ہی اسلیے اگر پادشاہ اس بات کو
پسند نکرے کہ کھلم کھلا وہ اوسکے مقابلے پر کھلے ہوے میدانون
مین طبلِ جنگ بجاوے تو آج ہی اوسکو قید کرنا اور اوسکا تعلق
عوام جُہلا سے منقطع کرنا چاہیے — لیکن پادشاہ کے وزیر
عثمان نے عُلما کی اس راے سے اتفاق نکیا اونے کہا کہ
ایسا ایک ذلیل الحیثیت آدمی جیسا عبد اللہ ہی کسی طرح پادشاہ کی

اسقدر قوی طاقت کے مقابلے کا ارادہ نہین کرسکتا نہ ایک
بڑے بادشاہ کو ایسی ایسی خفیف باتون کی طرف توجہ کرنا
مناسب ہی بادشاہ نے اسپنے وزیر کی راے کو پسند کیا
اور اوسوقت سے عبد اللہ مطلق العنان ہوگیا اور علانیہ وعظ
کرتا رہا اور آخرکار وہ مدینہ فیض کو چلا گیا اور چار برس تک یعنی
پانسو چودہ ہجری تک اوس شہر کی مسجد مین رہا اور پھر مراقہ مین آیا
او مسجد جامع مراقہ مین کھلم کھلا بڑی آزادی کے ساتھہ تمام بدعات
موجودہ کی برائیان بیان کین اور شراب خواری وغیرہ کی خرابیون کی
سخت ملامتین کین جس سے اوسوقت مین بہت کم آدمی بچے ہوے
تھے گوسیے اور رقاص جو اوسوقت مین ہر روز بازارون اور
گذرگاہون مین گاتے بجاتے پھرتے تھے اون کے تال
طنبورون کو عبد اللہ نے ٹکرڑے ٹکرڑے کردیا غرض کہ اوسکو
ایسے بہت سے سامان اوسوقت مین ملے جنکے ذریعے سے

وہ عام لوگون کو موجودہ سلطنت سے منحرف کرنے اور اپنی طرف
مایل کر لینے مین کامیاب ہوا — اِن تمام زیادتیون پر بھی
بادشاہ نے کچھ التفات نکیا یا تو اسلیے کہ اوسکو اِن حالات کی
مفصل خبر نملی یا یہ کہ اوس کو مطلق ان رسوائیون کی کچھ
اطلاع ہی نہ ہوی —

لیکن آخرکار بادشاہ کو جب یہ حالات معلوم ہوے
تو اوسنے عبداللہ کو اپنے سامنے طلب کیا اور اوس سے
دریافت کیا کہ ای اچھے شخص جو باتین مین سنتا ہون اونکی
اصل حقیقت کیا ہی عبداللہ نے بڑے استقلال کے ساتھ
اوسکا یہ جواب دیا کہ جب تک مین مر نہ جاؤن اور یہ ثابت نکر دون
کہ جو کچھ کوشش مین کرتا تھا اون مین سے کوی کوشش بھی
اِس دنیا کے واسطے نہ تھی تب تک میرا حال کوی شخص تجھ سے
کیا بیان کر سکتا ہی — اس جواب سے بادشاہ پھر شبہہ مین پڑ گیا

اور اوسنے مکرر اپنے عالمون کو حکم دیا کہ میرے سامنے عبداللہ
سے گفتگو کرین۔ یہ مباحثہ بہت دیر تک جاری رہا لیکن پادشاہ
کے اطمینان خاطر کے لایق اوس مین کوی بات فیصل نہوی
البتہ دانا لوگون نے اپنی ایک مستقل راے اوس سے قایم کرلی
اون عقلمندون نے پھر پادشاہ سے کہا کہ اب زیادہ تر اس شخص کو
آزادی نہ دینی چاہیے ورنہ کم سے کم اتنا تو ضرور چاہیے کہ اب
عبداللہ کو دارالخلافہ مین رہنے کی اجازت نہو جہان اوسنے جاہلون
اور کمینہ لوگون کے سبک دلون کو بھڑکانے مین بہت کوشش
کی ہی اور جس سے یہ اندیشہ ہوتا ہی کہ اگر فوراً اوسکا انسداد نکیا
جاوے تو بہت سی خرابیان پیدا ہونگی۔

اب عالمون کی رائین کچھہ کارگر ہوئین اور عبداللہ کو یہ حکم
سنایا گیا کہ وہ دارالخلافہ سے چلا جاوے اسلیے وہ مع اپنے
وزیر اور دوست عبدالمومن کے مراقہ سے باہر چلا آیا لیکن

دارالخلافہ کے قریب ہی ایک قبرستان مین اپنا جھونپڑا ڈالا وہان بھی بہت جلد لوگ اوسکے پاس اکٹھے ہونے لگے اور یہان تک نوبت پہونچی کہ پان پانسو آدمی ہر وقت اوسکے پاس حاضر ملتے تھے اور اوسکی فرمانبرداری کے سوا کسی بات کو اچھا نہین جانتے تھے اسی وقت سے عبداللہ نے اپنے آپکو امام مہدی ظاہر کرنا شروع کیا اور بیان کیا کہ اسوقت مین خدا نے مجھکو زمین پر اسلیے اوتارا ہی کہ برائیون کی اصلاح کرون اور لوگونکی خراب عادتون کو درست کرون ــــــ

عبداللہ کے گروہ کی قوت روزافزون سے اندیشہ کرکے بادشاہ نے پھر اوسکو تنبیہ کی کہ وہ ان حرکتون سے باز آوے اور اب زیادہ شہر مین نرہے عبداللہ نے جواب دیا کہ مین نے پہلے ہی سے اسکی تعمیل کی ہی اور شہر کو چھوڑکر محلہ خموشان مین اپنی بود و باش اختیار کی ہی جہان مجھکو صرف آخرت کا خیال ہی

اور اوس نفرت مین مشغول ہون جو محدون کی طرف سے ہونا چاہیے
اس جواب کو سنکر بادشاہ نے اوسکی گرفتاری اور قتل کا حکم
صادر کیا لیکن یہ حکم مخفی نرہا اور عبد اللہ خبر پاتے ہی وہان سے
کافور ہوگیا اور شہر اغمت کو چلا گیا اوسکے بڑے بڑے شاگرد
اور رفیق بھی اوسکے ساتھ گئے — بعد اسکے عبد اللہ اغمت
سے تن مال علاقہ سوس مین آیا اور ماہ شوال ۵۱۴ ہجری مین
وہ اوس ملک مین داخل ہوا —

اس وحشی اور پہاڑی علاقے مین پہونچکر اوس نے
جاہلون کو اپنی طرف خوب گرویدہ کیا اور جب اوسکے بہت سے
پیرو کار اکٹھے ہوگئے اور اونکی قوت بھی بہت بڑھ گئی تو ایکدن
اوس نے حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر ایک خطبہ پڑھا جس کا
ترجمہ بشرح ذیل ہے —
تعریف خدا کے واسطے ہے جو اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہے

اور جسکی تکمیل کو کوئی طاقت روک نہین سکتی اور نہ کوی اوسکے
ازلی احکام کو روک سکتا ہی۔ اور درود خدا کا ہمارے جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہون نے امام مہدی کے آنے کی
خبر دہی جسکی ہوشیاریون سے زمین تقوی اور انصاف سے بھر جاویگی
بجاے خرابیون اور برائیون کے جن سے وہ اب معمور ہی اور جو
اب ظلم کو جڑ سے اوکھاڑے گا جسنے دنیا کو تکلیف مین مبتلا
کر دیا ہی اور جسکے سبب سے بدکارون کے خراب قدمون کے
نیچے زمین غم مین مبتلا ہی۔ خدا نے امام مہدی کے بھیجنے کا
ارادہ اوسوقت مین کیا ہی جب کہ سچائی جھونٹ سے چھپا دیجایگی
اور انصاف بالکل نہ رہے گا اور ظلم ہی ظلم نظر آویگا اور جب نیکی
اور بھلائی کے تخت پر ظالم بیٹھے گا۔ اس امام مہدی کے پیدائش
کا مقام سوس الاقصی کے علاقے مین ہوگا اور اوسکا وقت سب
سے پچھلا وقت ہوگا۔ اوسکا نام مہدی اور اوسکا کام یہ ہوگا

کہ اپنے لوگون کو مثل ایک لایق رہنما کے ہدایت کرے اور یہی
غرض ہی جسمین مین اب مشغول ہون ۔

عبداللہ جب یہ تقریر ختم کرچکا تو اوسکے سرگرم پیرو کارون
مین سے دس آدمی آوٹھے جنمین سے اول نمبر پر اوسکا وزیر
اور دوست عبدالمومن بن علی تھا اونھون نے عبداللہ سے اس
تقریر کے جواب مین کہا کہ اے ہمارے خداوند جو الفاظ تو نے
اسوقت ارشاد فرمائے ہین اور تیرا بیان مہدی موعود کا یہ سب
تجھسے متعلق ہی ۔ تو ہی ہمارا مہدی تو ہی ہمارا امام ہی اور ہم
پوری اطاعت سے تیری فرمان برداری کے واسطے حاضر ہین ۔
اسکے بعد اون دسون آدمیون نے ایک درخت کے نیچے اس بات
پر بعیت کی کہ وہ ہروقت اوسکے ساتھ رہینگے اور اوسکے
بچانے اور مدد دینے مین اوسکے ہاتھ کا کام دینگے اور جو کوی
اوسکی نافرمانی کریگا اوس سے لڑینگے اور ہر وقت اپنا خون اپنے

امام کے کام مین بکھیرنے کے واسطے اپنے آپکو آمادہ رکھینگے
ان دس آدمیون کے دیکھا دیکھی اور اونکی تقلید کرکے باشندگان
باربری مین سے جو اوسوقت چارون طرف کھڑے ہوے تھے
پچاس اور معزز آدمیون نے ایسے ہی عہد و پیمان کے ساتھ
بیعت کی اور اوسکے بعد ستر شخص اور آئے جو اون لوگون
مین باحکومت تھے اونھون نے بھی اوسی طرح اپنے امام کی
بیعت کی ۔ پہلے دس آدمی عبداللہ کے وزیر کے طور پر قرار
دیے گئے اور ان دو پچھلے گروہون مین سے عبداللہ نے
دو مجلسین بنائین ایک کا نام مجلس خمسین رکھا اور دوسری کا نام
مجلس سبعین اور یہ انتظام کیا گیا کہ تمام بڑے بڑے اہم امور
خود عبداللہ کی مرضی یا اوسکے اون دس وزیرون کے مشورے
سے انجام پاوین اور اوس سے کم وقعت کے معاملات مجلس خمسین
مین طے ہون اور بالکل رسمی اور سیدھے سادے کام مجلس سبعین

سے فیصل ہو دین مگر مہدی کا اختیار ہر ایک معاملے کی نسبت
قایم اور اوسکا حکم بہرحال ناطق تھا۔

پانچوین رمضان سنہ ۵۱ ہجری کو جمعہ کے دن نماز
جمعہ کے بعد اس حلف اور بیعت کا اعلان بہت سنجیدگی کے
ساتھہ علانیہ عمل مین آیا اور دوسرے دن شنبہ کو عبد اللہ
پھر مسجد مین آیا اور منبر پر چڑھکر اپنے لوگون کے سامنے
وعظ کہا اور مہدویت کے عہدے پر اپنے آپ کو مستقل کیا
اوسنے کہا کہ "اے تن مال والو مین تمھارا مہدی ہون اور
اسلیے تمھارے پاس آیا ہون کہ تمکو تمام اشیا کے خالق اور قادر مطلق کا
علم سکھلاؤن اور اپنے مخلوقات کا عادل بناؤن تم متعصب لوگون کے
مقابلے کے واسطے میرے جھنڈون کے نیچے فراہم ہو جاؤ" اس گفتگو کے
ختم ہوتے ہی اوسکے وہ دوست جو نیچے اوٹھ کھڑے ہوئے اور اوسکے
آس پاس جمع ہوگئے اور اپنی تلوارین برہنہ کرلین

اسکے بعد عبداللہ المہدی اوس تمام کوہستانی ملک مین گذرا
اور جابجا اوسنے اور اوسکے شاگردون نے یہی نصیحتین لوگون کو
کین جن پر سب لوگ جی جان سے فریفتہ ہوگئے اور ہر روز
اوسکے جھنڈون کے نیچے قطار در قطار لوگ جمع ہونے لگے
اور قوی جماعت اوسکے پاس اکٹھی ہوگئی۔ عبداللہ نے یہ
اور عقلمندی برتی کہ اپنی وعظون مین سوا سے خدا کی وحدانیت
کے اور کوئی صفت اوسکی بیان نکی اور نہ کچھ قرآن ہی کی نسبت
اوسنے کچھ ذکر کیا اسلیے یہ صاف سا مسئلہ اون پہاڑیون کی
سمجھ مین آسانی سے آگیا۔ غرض قبیلۂ مسامدہ مین سے
بیس ہزار آدمی اوسکے پاس نہایت سرگرمی سے جمع ہوگئے
عبداللہ نے انمین سے دس ہزار چنے چنے بہادرون کو
منتخب کیا اور اونکی ایک فوج مرتب کرکر محمد بشیر اپنے ایک
وزیر کو اوسکا افسر بنایا اور ایک سفید جھنڈا اوس فوج کو دیکر یہ

ہدایت کی گئی کہ اغمت کے مقابلے پر کوچ کرے۔

اغمت کا ایک بڑا شہر افریقہ مین ہی اور اوسوقت علی بن یوسف کی سلطنت مین تھا۔

اسکے بعد ایسے واقعات پیش آئے جن سے خام خیال اور اعجوبہ پرست آدمیون کا دل ہمیشہ متردد ہوجاتا ہی علی بن یوسف ان روزون اندلس مین تھا لیکن اِن خبرون کے سنتے ہی وہ افریقہ مین داخل ہوا اور مصنوعی مہدی کے مقابلے کے واسطے جسکے ساتھ اب بہت سے بہادر قبیلے جمع ہوگئے تھے بہت سی فوج روانہ کی لیکن یہ نہایت اچنبھے کی بات ہی کہ جب ہی یہ دونون فوجین ایک کھلے ہوے میدان مین باہم متقابل ہوئین اور بادشاہی فوج نے مہدی کی فوجون کو دیکھا اونکے دل مین خود بخود ایک بزدلی پیدا ہوگئی اور بادشاہی مقدمۃ الجیش نے بغیر اسکے کہ ایک ہتھیار بھی

کسی فریق مین سے چلا ہوا اپنے گھوڑے کی باگ پھیری
اور پھر تمام فوج تتر بتر ہوکر بھاگی مہدی کی فتحمند فوج شاہی
خیمہ گاہ پر قابض ہو گئی اور بہت کچھ سامان اور ہتھیار اوسکے
ہاتھ لگا اور فراریون کا تعاقب بھی دور تک کیا گیا۔
اِس شکست کے بعد بادشاہ نے ایک دوسری
جرّار فوج روانہ کی لیکن مہدی کی فوج نے جوّاب باغی
کے لقب سے معروف تھی بڑی خونریزی کے ساتھ
اس فوج کو بھی شکست دی — عبد اللہ اِن فتوحاتِ
غیبی سے پھولا نہ سمایا اوس نے اپنے سپاہیون
سے پوچھا کہ بادشاہی لوگ تم کو کیا کہتے ہین
اونھون نے بیان کیا کہ وُہ ہم کو بڑی بدنامی اور حقارت
سے یاد کرتے ہین کوئی بددین کہتا ہی اور کوئی مُرتد
کہکر پکارتا ہی — عبد اللہ نے کہا کہ تم اونکو باحسن وجوہ

ایسا ہی کہہ سکتے ہو اس لیے کہ وہی لوگ ہین جو حقیقت
سچے راستے سے آگے بڑھ گئے ہین اور سیدھا راستہ
بھول گئے ہین۔۔

باقی مضمون مخزن الفوائد ماہ آیندہ مین چھپیگا ۰

داستان دہم

نیرنگ زمانہ

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا

بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

سخن سنجان نصفت آگین و معاشران عشرت گزین کی خدمت فیض درجت
مین یہ حکایت دلچسپ بیان تک بیان کی گئی ہے کہ وہ برگشتہ بخت
و خانمان آوارہ یعنی نجم النسا و روشن آرا کو توال بد افعال کے بغض و
حسد کے باعث شہر دہلی کو چھوڑ کر پُرانے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے
آمدم بر سر مطلب الغرض جبکہ بہزار مشکل و دشواری گاڑی انکی شہر کے
باہر پہونچی یعقوب بیگ و تہور خان وغیرہ مین یہ صلاح قرار پائی کہ ان
خستہ جگرون کو پُرانے قلعہ مین کوئی مکان کرایہ لیکر اوتار دو
اور پھر معین الدین احمد کی رستگاری کی فکر کرو چنانچہ یہ سب گئے

باہم گپ شپ لڑاتے پرانے قلعے کی طرف روانہ ہوے
جب قریب دروازہ شہر کے پہونچے کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے
چند مرد آدمی سفید پوشش اسپان تیز رفتار پر سوار سپے چلے آتے ہین
جب انکے متصل پہونچے یعقوب بیگ سے نے شور خان سے کہا
۸ لو صاحب مبارک ہو چچا جان بھی ملگئے کیا خوب بات ہو کہ ان عزیزون
کو چچی جان کے پاس رہنے کی اجازت دیدین اور پھر ۸ ہنوز
جملہ ختم نہوا تھا کہ وہ لوگ گاڑی کے پاس آ پہونچے
اب کچھ احوال ان تازہ وارد سوارون کا بھی ناظرین والاتمکین کی خدمت
مین عرض کرنا ضرور ہی ان سوارون کا سردار ایک شخص سن رسیدہ
متبرک صورت خواجہ نعیم الدین احمد کاشغری اپنے زمانے کے بہت
بڑے سوداگر اور ملک التجار تھے اور یعقوب بیگ کے عم حقیقی
تھے اطراف واکناف عالم کی سیر کرتے ہوے فی الحال شہر دہلی مین وارد
تھے اور عمایدشہر اور دربار شاہی مین بہت کچھ قدر و منزلت حاصل کی تھی

آمدم بر سر مطلب بعد مراسم معمولی کے خواجہ صاحب نے یعقوب
سے پوچھا ۔ خیر ہے بھئی آج بے وقت اور بے محل تم سے
ملاقات ہوی ۔
جی ہان ۔ یعقوب بیگ نے کہا ۔ مین اپنا احوال عرض کرونگا
لیکن آپ اسوقت کہان تشریف لیجاتے ہین ۔
نہ کہین نہین ۔ خواجہ صاحب نے جواب دیا ۔ ذرا خواجہ ابوالحسن صاحب
کی ملاقات کو جاتا ہون —
۔ بس تو آپ تکلیف نہ کیجیے اونسے ملاقات نہو گی ۔
یعقوب بیگ نے جواب دیا
۔ کیون ۔ خواجہ صاحب نے پوچھا — ۔ وہ آج نواب افضل خان بہادر
کی ملاقات کو جانے والے تھے ۔ یعقوب بیگ نے کہا
۔ اور اگر آپ کو کوی اور کار ضروری نہو تو آپ میرے
ساتھ قلعے کو واپس چلیے کہ مجھے بھی آپ سے کچھ

کار ضروری ہی۔

۔ بسم اللہ ۔ خواجہ صاحب نے جواب دیا ۔ چلو۔ ایسا
کیا کام ہی ۔ یہ کہکر وہ بھی ان سب کے ساتھہ ہو لیے یعقوب بیگ
نے اثنائے راہ مین کُل کیفیت معین الدین احمد کی گرفتاری
اور اونکے ناموس کی ناچاری کی بیان کی اور نصیر الدین سے
بھی ملاقات کرائی۔ خواجہ صاحب ایک عرصہ دراز تک سر بگریبان
رہے اور ایسی حالت اضطرار اونپر طاری ہوئی کہ قدم اوٹھانا
محال ہو گیا سڑک کے کنارے ایک درخت کے نیچے بیٹھہ
گئے اور نصیر الدین کی ٹھوڑی پکڑکر خوب غور سے دیکھنے لگے
اور یہ شعر زبان پر جاری ہو گیا۔ کشتی شکستگانیم ای باد شرطہ
برخیز ۔ باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را ۔ یعقوب بیگ
اور دیگر ہمراہیان اس معاملہ عجیب کے مشاہدے سے نہایت
حیران ہوئے۔

آخر یعقوب بیگ نے خواجہ صاحب کے پاس آکر کہا ۰ چچا جان مین آپکو کس حالت مین دیکھتا ہون براے خدا جلد فرمائیے کہ اس انقلاب طبیعت کی وجہ کیا ہی ۰ —

خواجہ صاحب نے یعقوب بیگ کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا اور نصیر الدین کو چھوڑکر گاڑی کی طرف دیکھنے لگے پھر آخر خود بخود کچھ بڑبڑانے لگے ۰ یہ عالم اسباب ہی اسکی ہر چیز ایک سراب ناپایدار — یعقوب بیگ یہ ہی نام تمھارے عم بزرگ کا تھا اور اس لڑکے کی بھی صورت اونھین بہت ملتی ہی اور تم جانتے ہو کہ مین اون ہی کی تلاش مین آوارہ جہان ہوا — حیران ہون کہ یہ عقدہ کیونکر حل ہو ۰ —

۰ یہ عقدہ ابھی حل ہو سکتا ہی ۰ یعقوب بیگ نے کہا ۰ اگر حکم ہو تو اس بچے کی والدہ سے کچھ اتا پتا پوچھون ۰ ؟

۰ نہین ۰ خواجہ صاحب نے کہا ۰ یہ وقت اِن امور کے استفسار کا

نہین ہان انکو مکان پر لیچلو وہان عورتون مین یہ معاملہ ہوجائیگا ۔
یہ کہکر نصیر الدین کو اپنے آگے بٹھا لیا اور قلعہ کے اندر داخل ہوئے
ادھر نصیر الدین اور نعیم الدین وغیرہ مین باتین ہولی جاتی ہین
اور ادھر گاڑی والون کی یہ کیفیت سنو کہ جسوقت روشن آرا نے
پردے کے اندر سے ان سوداگر صاحب کو دیکھا یکایک بول اٹھی ۔
اماجان دیکھنا یہ مردوا ہمارے اباجان سے کسقدر ملتا ہی ۔ سچ
۔ سچ کہتی ہی بیٹی ۔ نجم النسا نے جواب دیا ۔ لیکن استغفر اللہ
وہ یہان کہان محض خیال خام ہی ۔
۔ ای دیکھو اماجان ۔ روشن آرا چلا اوٹھی ۔ بھائی کو گھوڑے پر
بٹھاتا ہی ۔ ای اللہ شکر ہی تیرا کہ ہم بیکسون کو اسنے بھلے مانسون
کے پالے ڈالا ۔
القصہ یہ سب اسیطرح کی باتین کرتے ہوئے سوداگر صاحب کے
مکان پر پہونچے اوسی وقت پردہ کروا کر عورتون کو مکان کے اندر

آنزوا دیا اور خود یہ سب سوار دیوانخانے مین جا بیٹھے ۔

اب اول احوال اون عورتون کا بیان کیا جاتا ہی کہ جسوقت نجم النسا مع اپنی دخت بلند اختر کے گاڑی سے اوترکر اندر گئی کیا دیکھتی ہی کہ چند بیبیان مختلف العمر اونکے استقبال کے واسطے متصل ڈیوڑھی کے کھڑی ہین علی الخصوص اونمین سے ایک بی بی سن رسیدہ لباس فاخرہ دربر سب سے آگے کھڑی ہوی بغور انکو دیکھ رہی ہی جسوقت نجم النسا کی آنکھ اوسپر پڑی سکتے کے عالم مین وہین کی وہین کھڑی رہگئی اور یہ ہی حالت اوس بی بی پر طاری ہوی غرض کہ چند لمحون کے بعد اوس بی بی سن رسیدہ نے کہا ۔

بیبیون اندر آو ہم سب دیر سے تمھارے ملنے کے مشتاق کھڑے ہوے ہین نجم النسا نے وہان ٹھہرنا مناسب نہ جانا اور آگے بڑھکر اول اون بی بی سن رسیدہ سے گلے ملی

اور اسیطرح آپس مین گلے ملکر دالان مین جاکر بیٹھہ گئی لیکن حیرت و
استعجاب طرفین کی طرف زیادہ بڑھتا گیا غرض بی بی صاحب خانہ نے کہا —

کیون صاحب یہ تمھاری بیٹی ہین ۔

جی ہان ۔ نجم النسا نے جواب دیا —

۔ اور بھی کوئی اولاد ہی ۔ صاحب خانہ نے پوچھا —

۔ جی ہان ۔ نجم النسا نے جواب دیا ۔ ایک بیٹا اس سے چھوٹا باہر ہی ۔

۔ این ۔ صاحب خانہ نے کہا ۔ کوئی بی اور سنو بھلا اوسے اندر
کیون نہ لائین اتنے سے بچے سے یہان کون چھپتا ہی ۔

۔ یہ آپکا ۔ نجم النسا نے جواب دیا ۔ اخلاق ہی ۔ لیکن مجھے
تو خبر بھی نہین وہ کسکے پاس ہی اور کیون باہر رہگیا ۔

۔ ای نہین بلاؤ اوسکو ۔ صاحب خانہ نے کہا ۔ اور بیٹا نوجوان
ذرا وزیرن سے کہدو کہ ناشتے کے واسطے ٹکیان پہلے تل لائے ۔

۔ اسکی کیا ضرورت ہی ۔ نجم النسا نے کہا ۔ ہم سب تو روزہ سے ہین ۔

ء ای تو بچہ کھایگا ء صاحب خانہ نے کہا ء جاؤ بیٹا جلدی سے ٹکیان تلوا لاؤ ء

غرض بعد اسکے ایک تھوڑی دیر طرفین خاموش ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر نجم النسا نے کہا ء

ء کیون صاحب مین اب تک واقف نہین کہ میرا محسن کون ہی اور تم کون لوگ ہو بلکہ مین خود یہان کیونکر چلی آئی ــ اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو کچھ احوال اپنا مجکو بتلائیے ــ

ء خوب ء صاحب خانہ نے جواب دیا ء مین خود تم سے یہ سب سوال پوچھنے والی تھی ــ خیر میرا حال سو یہ ہی ہم کو بہت قلیل زمانہ یہان آکر ہوا اور اس گھر کے مالک کا نام خواجہ نعیم الدین کاشغری ہی ء

ء خواجہ صاحب کا کوی بھائی بھی تھا ء نجم النسا نے پوچھا ــ

ء ہان ء صاحب خانہ نے کہا ء دو بھائی تھے ایک وزیر اعظم شاہ بخارا کا تھا اور دوسرا سپہ سالار لیکن ان دونونکو بادشاہ نے

لوگون کے بہکانے سے جلاے وطن کردیا اور کل مال اسباب
اونکا ضبط کرلیا ایک کا نام معین الدین احمد اور دوسرے کو
محی الدین کہتے تھے لیکن آج تک یہ نہین معلوم کہ وہ دونون
کہان ہین ۰

جسوقت یہ جملہ نجم النسا نے سُنا بے اختیار ہوکر ایک آہ سرد
دلِ پُردرد سے کھینچی اور زار زار رونے لگی صاحب خانہ کے
دل مین جو شبہہ باقی تھا وہ بھی جاتا رہا اور ادھر نجم النسا اوسی
حالتِ اضطراری مین صاحب خانہ کے گلے لگ گئی اور کہا
۰ بُوا جسوقت مین نے تمھاری اور تمھارے میان کی صورت دیکھی
تھی اول ہی پہچان لیا تھا مین وُہی خانمان آوارہ نجم النسا
معین الدین احمد کی بی بی ہون ۰

پھر تو یہ دونون جٹھانی دیورانی خوب گلے مل مل کر روئین اور
ایک عجیب شور وغل تمام گھر مین مچا خواجہ صاحب اور یعقوب بیگ

بھی گھر مین آسے اور اپنے رشتہ دارون سے مدتہاے
دراز کے بعد ملے اوسوقت یہ شعر صادق تھا سے خوشا وقتی
و خرم روزگارے ؛ کہ یارے برخورد از وصل یارے ؛

باقی مضمون مخزن الفوائد ماہ آیندہ مین چھپے گا
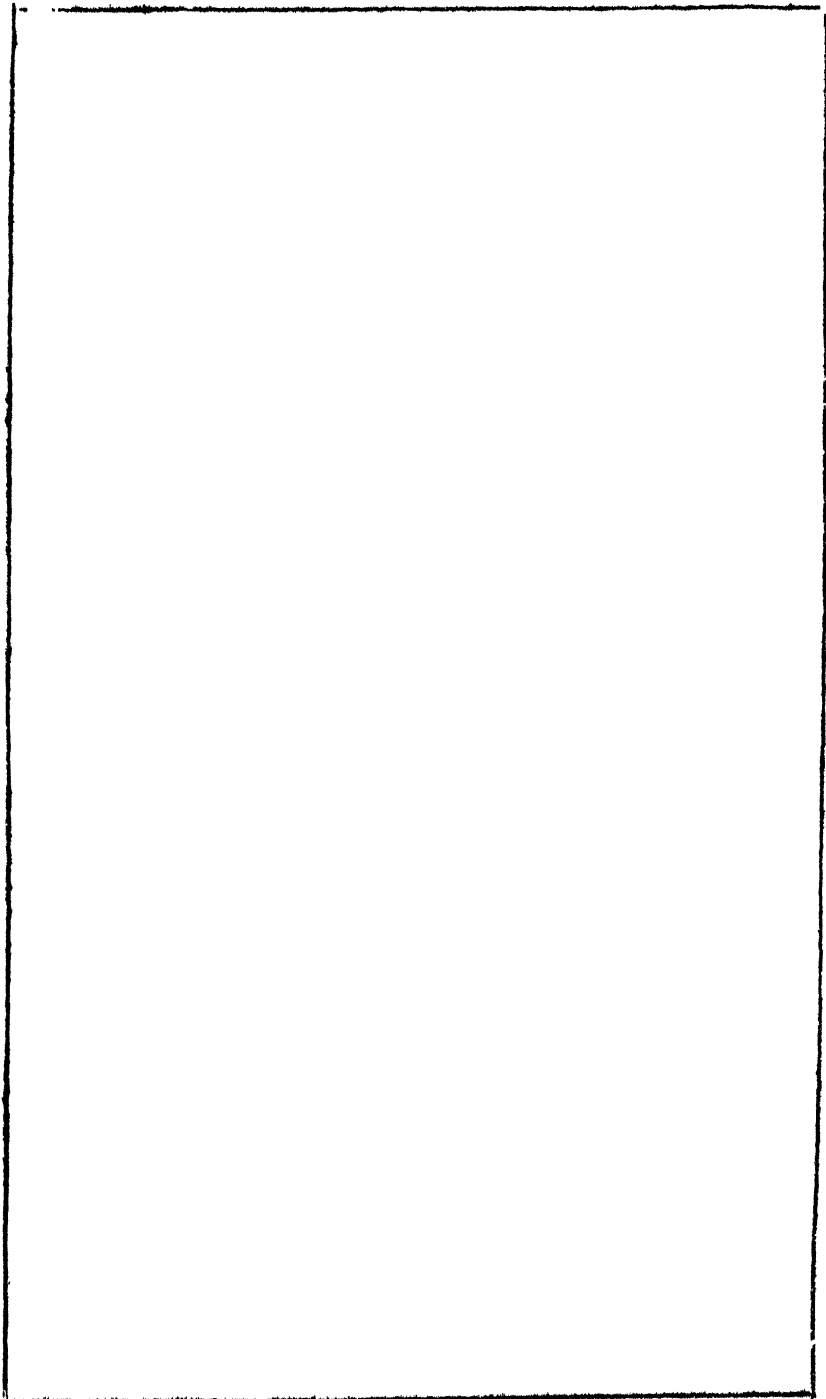
سلطنتِ اسلامیہ

شرطہ - یا کوتوال

بقیہ مضمون مخزن الفواید ماہ گزشتہ

افریقیہ مین اس عہدے کا نام حاکم ہی - اور اندلس مین صاحب المدینہ -
اور ترکی سلطنت مین اوسکو والی سے کہتے تھے، مگر یہ عہدہ سپہ سالار سے
کمتر رتبہ سمجھا جاتا تھا - شریعتِ حقہ محمدیہ مین بلا تحقیق وقوع جرم کوی
شخص سزایاب نہین ہو سکتا تھا، لیکن بادشاہون کے ہان
بعض اوقات بلا ثبوت جرم بھی محض قیاس کی بنا پر عبرتاً کسی کسی کو
سزا دیجاتی تھی، اسلیے بنی عباس کی سلطنت مین ایسے لوگون کی سزا
اسی عہدہ دار سے متعلق تھی جسکو وہ صاحب الشرطہ کہتے تھے،
اور کبھی اوسکو شرع کے بموجب بھی قصاص کا اختیار کچھ دیا جاتا تھا
جو حقیقت مین قاضی کا کام ہوتا تھا، مگر صاحب الشرطہ معزز خاندانون پر

اپنے احکام جاری نہین کرسکتا تھا۔ اندلس مین بنی اُمیہ کی سلطنت مین اس عہدے نے بہت عروج پایا، اور اس عہدے پر دو شخص مقرر ہونے لگے، ایک اول درجے کا اور دوسرا آذنے درجے کا۔ اول درجے کے صاحب الشرطہ کے احکام معزز لوگون پر بھی جاری ہوتے تھے، اور دوسرے درجے کے احکام باقی عام آدمیون پر۔ اول درجے کے عہدہ دار کے واسطے بادشاہون کی ڈیوڑھی پہ کرسی رکھی جاتی تھی، اور پھر یہ عہدہ اون لوگون کے لیے مخصوص ہوگیا، جو وزیر یا حاجب ہونے کی قابلیت اور لیاقت رکھتے تھے۔ آندلس کی تاریخ مین بعض بڑی بڑی عمارتون کی نسبت بھی پایا جاتا ہی کہ وہ صاحب الشرطہ کے اہتمام سے تعمیر ہوی ہین، اور اس لیے معلوم ہوتا ہی کہ سرشتۂ تعمیرات مین بھی کبھی کبھی اس عہدہ دار کی مداخلت ہوتی تھی۔ موحدین کی سلطنت مغرب مین بھی اول اول یہ عہدہ بہت معزز تھا،

مگر پھر تو اوسکی ایسی مٹی خراب ہوی کہ ہر ادنی اور اعلیٰ اوسپر معترض ہونے لگا۔ مشرق مین ترکون کے ہان یہ عہدہ ترکون کو ملتا تھا جو اس عہدے کے بہت مناسب تھے

ناکون کی حفاظت

ابتدائے اسلام مین فن جہاز رانی کی طرف مسلمانون کو کچھ رغبت نہوی، بلکہ حتی الامکان اوس سے بچتے رہے، لیکن جب مسلمانون کی سلطنت نے ترقی پائی، اور دور دور تک اونکی حکومت پھیل گئی، اور کنارہ ہائے سمندر تک وہ ملک کے مالک ہو گئے، تو اوسوقت اونھون نے بھی اسطرف توجہ کی، اور پھر بہت ہی جلد اوسمین ایسی ترقی کرلی، کہ جہازون پر سوار ہوکر اون جزیرون اور ملکون کو فتح کیا، جنکے درمیان مین سمندر حائل تھا،

امیر معاویہ کے زمانے تک مسلمان جہازی لڑائی سے نا آشنا رہے، مگر پھر اونھون نے مسلمانون کو جو ابتک محض ناواقف تھے

جازت دی، کہ جہازون پر سوار ہوکر جہاد کرین، اور اب اونکو ایسے
دلون سے پالا پڑا جنھون نے گویا جہاز کے تختون ہی پر پرورش
پائی تھی، مسلمانون نے بھی آخر اسطرف بہت توجہ کی، اور اون
ملکون کی طرف اپنی ہمتون کو مصروف کیا، جو کنارۂ دریا پر واقع
تھے، بادشاہ عبد الملک نے اپنے افریقہ کے عامل حسان
بن نعمان کو حکم دیا، کہ ٹونس مین ایک کارخانہ دریائی لڑائی کے
سامان کا قایم کرے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور مسلمانون نے
جہازون پر سوار ہوکر ملکون کو فتح کیا۔ زیادۃ اللہ الاول کے عہد
مین اوسکے سپہ سالار اسد بن الفرات نے صقلیہ کو فتح کیا۔
اسی بادشاہ کے عہد مین قوصرہ بھی فتح ہوا۔ عُبَیدیین اور بنی اُمیۃ
کے زمانہ مین افریقہ اور اندلس مین لشکرون نے ڈیرے ڈالے۔
عبد الرحمن ناصر کے عہد مین اندلس کے بندر پر دو سو جہازون کے
قریب تھے، اور اسی قدر افریقہ مین تھے، اور ہر مملکت کے

بنادر پر جہازون کے بنانے کا کام جاری تھا۔ ہر ایک جہاز پر دو سردار ہوتے تھے، ایک جو سامان جنگ اور سپاہ کا منتظم ہوتا تھا، دوسرا ہوا کا مبصر ہوتا تھا، اوسی سے جہاز رانی متعلق ہوتی تھی۔ جب کوئی مہم اختیار کیجاتی تھی، تو ایک لنگرگاہ معین مین سب جہاز جمع ہوتے تھے، اور سپاہ و سرداران شاہی اونمین سوار ہوتے، اور کوئی بہت بڑا خاندانی شخص اِن سب کا سپہ سالار ہوتا تھا؛

اس تمام سازوسامان وکروفر کا نتیجہ یہ ہوا، کہ مسلمانون کی سلطنت دریا کے سب اطراف مین غالب ہوگئی، اور مخالفون کی کوئی چھاؤنی کنارہ دریا پر باقی نرہی جسپر مسلمان قابض نہوگئے ہون دریاے فتح نے مسلمانون کے جہازون پر اپنا مسکن کرلیا، ہر ایک مقام پر اونکو فتح حاصل ہوئی، اور دور دور تک کے جزیرے اونکے قبضے مین آگئے، میورقہ اور منرقہ اور یابسہ اور سردانیہ

اور صقلیہ اور قوسرہ اور مالطہ اور افریطس اور قرص اور تمام رو
و فرنگ مین مسلمانون کے نشان لہرانے لگے مسلمانون
کے لشکر اسکے بعد دریا کو عبور کرکے صقلیہ سے اوس بڑے
میدان مین اوترے، جو شمال مین اوسکے مقابل واقع ہی
اور فرنگ پر جا پہونچے، اور وہان خوب کامیاب ہوے،
عیسائی اپنے جہازون پر بیٹھکر شمالی شرقی جزیرونمین چلے گئے،
جہان فرنگ اور رومانیہ اور صقالیہ رہتے تھے، اور وہان سے
آگے نہ بڑھے۔ یہان بھی مسلمانون نے شیرانہ حملہ کیا،
اور اپنے جہازون سے دریا کو گھیر لیا، اور ہر طرف انکے
جہاز نظر آنے لگے، اور اونکے مخالف اسقدر مغلوب اور
مرعوب ہوئے کہ اونکا ایک تختہ بھی سمندر مین بہتا ہوا نظر نہ آیا۔
مگر جب مسلمانون کی سلطنت عبیدیہ اور بنی اُمیّہ مین بددلی اور
نااتفاقی اور سستی اور خرابی آگئی تو عیسائیون نے پھر جزائر

ترقی پر حملہ کیا، اور صقلیہ اور آفریطس اور مالطہ کو مسلمانون سے
چھین لیا۔ اوسکے بعد اونھون نے شام کے کنارون پر یورش
کی۔ اور طرابلس اور عسقلان اور صور عکا کو مسلمانون سے لے لیا،
اور شام کے تمام بندرگاہون پر قابض ہو گئے اور بیت المقدس
مین اپنا عبادتخانہ یعنے کنیسہ بنایا۔ اور طرابلس بنی خزرون پر
غالب آئے، اور قابس اور صفاقس پر جزیہ مقرر کیا، اور عبیدیین
کی دارالحکومت مہدیہ کو بلکین بن زیری کے اولاد سے چھین لیا،
اور عیسائیون کا یہ غلبہ سنہ ۵۰۰ ہجری مین ہوا، اوسکے بعد سنہ ۶۰۰
ہجری مین موحدین کی سلطنت نے پھر زور پکڑا، اور اونکے ہان
جہازون کو ایسی قوت اور رونق حاصل ہوی، کہ نہ اوس سے پہلے
کبھی ہوی تھی اور نہ اوسکے بعد ہوی، مگر آپس کی نااتفاقیون کی
وجہ سے دوبارہ پھر ویسا غلبہ ہوا؛ چنانچہ جب سلطان صلاح الدین
نے جو مصر اور شام کا مشہور بادشاہ ہے عیسائیون سے شام کے

بندر چھین لیے ، اور بیت المقدس کو پھر فتح کرلیا ، اور عیسائیون کے جنگی جہاز ہر طرف سے سلطان کے مقابلہ کے واسطے آئے تو سلطان نے یعقوب منصور بادشاہ مغرب سے جو موحدین کا بادشاہ تھا مدد چاہی ، لیکن چونکہ خط مین اوسکو امیر المومنین کا لقب نہین لکھا گیا تھا ، اسلیے مدد کرنے سے بالکل انکار کیا ، اور اسیلیے عیسائی دریا پر غالب آگئے ، اور مسلمانون کی سلطنتین رفتہ رفتہ ضعیف ہوگئین ۔ یعقوب کے مرنے کے بعد جب موحدین کی سلطنت کم زور ہوگئی فوراً جلالقہ بلاد اندلس پر غالب ہوگئے ، اور مسلمانون کی بحری قوت بالکل کم زور ہوگئی ، عیسائی دریا پر اچھی طرح سے مسلط ہوگئے ، مسلمانون مین ضعف اور سستی طاری ہوئی ، اور سوا ے اون مسلمانون کے جو کنارہ دریا پر رہتے تھے ، اور کسی مین پھر اتنی لیاقت نرہی ، جو دریائی لڑائی کے سامان کو درست کرتا ، اور جب ہر طرح اپنی

سستیون اور کاہلیون کے بدولت اپنی مورثون کی مفتوحہ ولتین

کھو چکے، اور بالکل کمزور اور نالایق ہوگئے، تو اب ان ہون نے

یہ دعائین انگنی شروع کین کہ "بارخدایا کافرون پر ایک ایسی ہوا

چلا جس سے وہ خود بخود ہلاک اور تباہ ہوجاوین"۔

اب یہی ہم مسلمانون کا حال بالکل اسی کے مطابق

پاتے ہین، نہ اب ہم مین وہ لیاقت ہی جو ہمارے مورثون

مین تھی، نہ اپنے مورثون کی سی ہم ہین غیرت باقی ہی، نہ ویسی

ہم کسی امر کے حاصل کرنے مین کوشش کرتے ہین، اور

نتیجہ یہ ہی کہ بالکل تباہی اور مفلسی مین مبتلا ہین الا ماشاء اللہ

اور اس استثنا کو جب مسلمانون کے کل حالت مجموعہ سے ملائیے تو صفر

کے سوا کچھ نسبت نہین نکلتی، بس کیا ہمارے لیے یہ کافی

ہی کہ ہم ایسے قلیل و اقل نسبت اور معدودے چند امرا کے لحاظ سے

مسلمانون کی تباہ حالت پر افسوس نکرین — کیا ہمکو ایسی جاگیر

ومنصب پراب کچھہ فخر کرنا چاہیے، جو ہمارے چند بھائی خیرات
کی طرح اوسکو کھاتے ہین، کیا وہ یہ دعوی کرسکتے ہین، کہ
جس لیاقت اور مردانگی یا اور کسی قسم کی قابلیت کے لحاظ سے
اونکے مورثون کے واسطے اس جاگیر ومنصب کے ذریعہ سے
قدردانی کا اظہار کیا گیا تھا، اب اپنے مورثون کے اوصاف
مذکورہ کا عشر عشیر بھی اون حضرات کی ذات بابرکات مین موجود
ہی، جو اس زمانہ مین منصبدار اور جاگیردار کہلاتے ہین اِلَّا
مَاشَاءَاللہ ہماری دلی خواہش اور دلی آرزو یہ ہی کہ مسلمان
پھر ایک دفعہ اپنے مورثون کی لیاقتون اور ہمتون کا خیال
کرین، اور دیکھین کہ جسوقت مین خدا نے اونکو پیدا کیا تھا،
اوسوقت کے لحاظ سے اونکی ذات مین سب قسم کی لیاقتین
موجود تھین یا نہین جنکی طفیل سے آج تک اونکی اولاد کا رزقہ
چلا جاتا ہی، اور پھر سوچین کہ جسوقت مین خدا نے ہمکو پیدا کیا ہی

آیا اوسوقت کے مناسب ہم نے اپنے آپ مین کچھ بھی لیاقت پیدا
کی ہی ہر صاحب اولاد کو اور بھی زیادہ اسطرف توجہ کرنی چاہیے
کہ کل کو جو زمانہ ہماری عزیز اولاد کے واسطے پیش آنے والا ہی
اوسکے لیے اونکو کس چیز کی ضرورت ہی اور خوب یاد کرلینا چاہیے
کہ گانون اور جاگیر اور منصب روپیہ اور پیسہ ہاتھی اور گھوڑے
نقیب اور چوبدار یہ سب سامان (اگرکہین کہین پاے جاوین)
ہماری اولاد کو عزت سے اپنی زندگی بسر کرنے کے لیے کافی
نہین ہین، یہ سب اوس قسم کی چیزین ہین کہ جب ہماری اولاد لایق
اور تربیت یافتہ ہوگی تو خود اِن چیزون کو پیدا کرلیگی، بلکہ اورون کو
بخش دیگی، اور اگر اوسمین زمانہ کے موافق لیاقت نہوئی تو سب
فضول ہی؛ تغلق کی اولاد جنکے مورث نے سب کچھ چھوڑا تھا،
دہلی کے پرانے قلعہ مین گھاس کھودتی ہی، جسقدر گھسیارے
وہان ہین سب تغلق کی اولاد ہین۔ تیمور سے جلیل القدر شاہنشاہ کی

خاندان کے ہزارون آدمی آج دریوزہ گری کرتے پھرتے ہین۔

پس جس چیز کی حقیقت مین آج ہمکو اپنی اولاد کے لیے فکر کرنی چاہیے، وہ اور ہی چیز ہی، اور ٹھیک وہی ہی جسکے لیے سید احمد خان بیچارہ خواب غفلت سے اپنی قوم کو چونکا رہا ہی، اور اسکے صلہ مین اپنی قوم سے روزمرہ سیکڑون اور ہزارون صلواتین سن رہا ہی فَمَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝

معزز معززعہدون کے بیان کے بعد اب کچھ اون ہیئتون اور علامتون کا حال بیان کیا جاتا ہی جو بادشاہی کے لیے لازم تھین اور جن سے شان سرداری اور بادشاہی کی زیبایش اور بعض اہم اور عظیم امور سلطنت مین آسانی اور تہذیب ہوتی تھی، اور بادشاہ مین اور اوس کے امرا اور رعایا مین تمیز ہوتی تھی۔

باجا

پادشاہی علامتون مین سے باجا اور جھنڈے بھی ہین ـــ ارسطو نے اپنی کتاب کے باب سیاست مین لکھا ہی کہ ان باتون سے لڑائی مین دشمن کو ڈر پیدا ہوتا ہی، اور باجون کی ہولناک آوازون سے دل پر صدمہ ہوتا ہی، اور یہ وہ چیز ہی کہ میدان جنگ مین ہر شخص کے دل پر اوسکا اثر ہو جاتا ہی ـ شاہان عجم لڑائی کے وقت ڈھول اور بگل کی جگہہ موسیقاری باجے بجواتے تھے، اور یہ لوگ پادشاہ کو اپنے بیچ مین لیکر باجے بجاتے تھے، عرب کی لڑائیون مین رجزیہ شعر پڑھے جاتے تھے، ایسی پرتاثیر آواز کے ساتھ میدان جنگ مین سپاہی بے دھڑک کود پڑتے تھے اور جنکو موت کا خیال بھی نہین ہوتا تھا، وہ بھی مرنے پر تیار ہو جاتے تھے ـــ

جھنڈا

جھنڈے سے بھی یہی مقصود ہوتا ہے کہ شجاعت کے ولولے
پیدا ہوویں — اور جھنڈوں کی تعداد سلطنت کی قوت پر شہادت دیگی
اور لڑائی کے وقت جھنڈا کھڑا کرنے کی عادت تمام قوموں میں
پائی گئی ہے۔ اسلام میں سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور اونکے بعد خلفاءؓ نے فوج میں جھنڈے بنائے
لیکن باجے کو اوسوقت صرف ایک عزت اور رونق سلطنت کا منسوب
اور اسلیے اسلام کی ابتدائے سادگی کے مناسب نہ سمجھا۔۔۔۔
خلفاءؓ کے بعد جب مسلمانوں میں سلطنت قایم ہوئی، تو پادشاہان
اسلام نے بھی جھنڈے کو قایم رکھا۔۔۔ سلاطین بنی امیہ اور عباسیہ نے
نے اپنے سرحد کے عاملوں اور سپہ سالاروں کو جھنڈے عنایت
کیے تاکہ دار الخلافت سے باہر جہاں کہیں وہ جاویں، اون جھنڈوں
کو کام میں لاویں، اور پادشاہی جھنڈوں میں اور سرداروں کے جھنڈوں میں

ایک قسم کی تمیز جھنڈون کی قلت وکثرت یا اونکے رنگ کے

لحاظ سے قایم ہوئی تھی —

بنی امیہ کے جھنڈے کا رنگ سیاہ اور بنی طالب کے

جھنڈے کا رنگ اونکے برخلاف سفید تھا — اسی لیے تمام

عابدیین اپنے تمام زمانے مین بیضہ کہلائے گئے —

اسیطرح داعی طبرستان اور داعی صعدہ والون نے اور قرامطہ کے

اماسیہ مذہب والون اور بادشاہ مامون نے سیاہ رنگ کی جگہہ

سبز رنگ کے جھنڈے بنائے جنکی کثرت کی کچھہ حد نہ تھی —

عزیز بزار عبیدی نے جب شام پر یورش کی، تو اوسکے پاس

پانسو جھنڈے اور پانسو بگل تھے — مغرب کے بربری

بادشاہون نے کوئی خاص رنگ اختیار نہین کیا، اونھون نے

خالص حریر کے جھنڈے بنائے اور اونپر سونا لپیٹا —

موحدین اور زناتہ نے جو موحدین کے بعد ہوئے نقارہ اور جھنڈا

صرف بادشاہ کے لیے خاص کر دیا، بادشاہ کے سوا اور کوئی
ان چیزون کو نہین رکھ سکتا تھا۔ تمام اور اُمرا کے لیے ایک
قسم کا سواری کا انتظام کیا گیا، جسکا نام ساقہ تھا، یہ سواری بادشاہ
کی سواری کے پیچھے پیچھے چلتی تھی، اور بادشاہی جھنڈونکی
تعداد بھی محدود تھی، موحدین کے ہان اور اندلس مین
بنی الاحمر کے ہان سات اور کسی کے ہان دس اور کسی کے ہان
بیس جھنڈے ہوتے تھے، چنانچہ زناتہ کے ہان بھی بیس
جھنڈے تھے، سلطان ابو الحسن کے سو نقارے اور سو
جھنڈے تھے، جنمین سے ہر ایک رنگین حریر کا تھا جو سونے کے
تارون سے بنایا گیا تھا، کچھ اون جھنڈون مین سے چھوٹے
تھے اور کچھ بڑے۔ اوسنے اپنے عاملون اور صوبون کو
یہ حکم دیا تھا، کہ لڑائی کے دنون مین سفید کتان کا ایک چھوٹا سا
جھنڈا اور ایک مختصر سا نقارہ صرف اپنے ساتھ رکھا کرین

یہ حکم دیا تھا کہ لڑائی کے دنون مین سفید کتان

مشرق میں ترکوں کے ہاں ایک بہت بڑا جھنڈا بناتے تھے، جسکے
سرے پر بالوں کا گچھا ہوتا تھا، جسکا نام آخر کو چالیش ختر پڑ گیا۔
اور لشکروں میں بھی اونکے ہاں علی العموم جھنڈے ہوتے
تھے، ایک جھنڈا خاص بادشاہ کے سرہانے ہوتا تھا، جسکو
عصابہ اور شلغہ کہتے تھے ــــ اور عصابہ کے سوا جو بادشاہ
کے لیے مخصوص تھا اور قسم کے جھنڈے سب امرا
استعمال میں لاتے تھے۔